www.abdulhaq.info/articles/hinduism
Paigham Sulh, 16 June 1926

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۴ ۔ ۴ ذوالحجہ ۱۳۴۴ہجری ۔ نمبر ۱۳۱

شدھی کا ترلقمہ

جو بت شکن رہی کل تک وہ بت پرست ہے آج

آج اسلامی ہندوستان میں چاروں طرف شور برپا ہے کہ آریہ سماجیوں نے مسلمانوں پر شدھی کا حملہ شروع کر دیا ہے۔ اور ان کی متاع ایمان کو لوٹنے کی فکر میں ہیں۔ لیکن اس کی خبر بہت کم لوگوں کو ہوگی کہ آریہ سماجیوں کو یہ حوصلہ وجرأت کیونکر پیدا ہوئی۔ اصل بات یہ ہے کہ علماء کرام کی غفلت سے ہندوستان کے بعض حصوں میں مسلمان اس حالت کو پہنچ چکے ہیں کہ وہ محض نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ ورنہ عملی حیثیت سے وہ اسلام سے ایسے ہی دور ہیں جیسے دوسرے غیر مسلم لوگ۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس قسم کے مسلمان صرف ہندو ریاستوں ہی میں ہیں لیکن ہمارے نزدیک یہ خیال صحیح نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ملک کے ان حصوں میں بھی جہاں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے مسلمانوں کی حالت بہت نازک ہے۔ اسلامی تعلیم وعقائد کا کچھ بھی ورثہ ان کے پاس نہیں ہے۔ بعض قوموں کی حالت تو ایسی خطرناک ہو چکی ہے کہ شاید اب وہ زیادہ دیر تک شدھی کی زد سے محفوظ نہ رہ سکیں گی یہی وہ بدبخت فرزندان اسلام ہیں۔ جن کے متعلق سوامی شردھانند اکثر فرمایا کرتے ہیں۔

"سات کروڑ مسلمانوں میں سے ایک کروڑ تو اب بھی ایسے موجود ہیں جو رسم ورواج کے اعتبار سے ہندو کہلانے کے مستحق ہیں۔ ملکانوں کا شمار بھی انہی میں ہے۔"

سوامی شردھانند تو خیر ایک کروڑ ہی کی تعداد بتاتے ہیں جن کو وہ شدھ کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر ان مسلمانوں کو بھی جو اقتصادی مشکلات تعلیمی پستی۔ ہندو ساہوکارہ اور اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت کے باعث ارتداد کے گڑھے پر کھڑے ہیں۔ شامل کر لیا جائے تو اس تعداد میں اور بھی اضافہ ہو جائے گا۔ ان تمام اقسام کے مسلمانوں کے حالات مولانا محی الدین احمد بی اے نے بڑی تلاش وجستجو سے بہم پہنچائے ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) پنجاب کے بعض اضلاع میں ایسے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے جو اپنے آپ کو شافعی کہلاتے ہیں۔ لیکن اگر آپ ان سے پوچھیں کہ مسلمان ہو تو صاف انکار کر دیتے ہیں۔ کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت تک سے ناآشنا ہیں ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ امام شافعی رضی اللہ تھے کون؟"

ہمیں بھی ضلع کانگڑہ میں بعض ایسے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ جو اپنے آپ کو شافعی کہتے تھے۔ لیکن مسلمان ہونے سے انکار کرتے تھے۔

(۲) گجرات کاٹھیاواڑ میں ایک قوم آباد ہے جو حنبلی کہلاتی ہے۔ تمام رسوم وعوائد اور جملہ افعال واعمال میں ہندو۔ نام تک ہندو۔ حضرت امام حنبل رضی اللہ عنہ کی ذات تک سے بے خبر محض۔ اور جب ایک موقعہ پر ان میں سے ایک شخص کا نام بدل کر عبداللہ نام رکھا گیا تو تمام قوم نے اس سے مقاطعہ کر لیا۔ اور برادری سے اس کو خارج کر دیا گیا

(۳) سی پی اور مہاراشٹر میں اسلام صرف ختم جیلم کی رسوم تک باقی رہ گیا ہے۔ ختم بڑے اہتمام کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔ تمام وہ چیزیں جن کے کھانے اور پینے کا متوفی شائق تھا ختم شعاں کے سامنے ایک خوان پر چنی جاتی ہیں یہاں تک کہ شراب کی بوتل۔ افیون کا گولہ۔ اور تازہ کیا ہوا حقہ بھی سامنے رکھا جاتا ہے۔ اور ایک موقعہ پر تو میرے ایک دوست نے مجھ سے بیان کیا کہ متوفی کی جوان بیوہ بھی برہنہ ہو کر آ گئیں۔ جہاں وہ ختم پڑھ رہے تھے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اس موقعہ پر چونکہ متوفی کی روح حاضر ہوتی ہے اور مقصود اس تمام سے اس روح کی خوشی ہوتی ہے اس لئے ایسا کیا گیا۔

آخری بات گو بعض ناواقف لوگوں کے لئے تعجب انگیز ہو۔ لیکن بالکل صحیح ہے۔ ہم نے خود سنہ ۱۹۲۳ء میں انجمن کی طرف سے صوبہ متوسط کی بعض ہندو ریاستوں کا دورہ کیا تھا جس میں ہمیں اس بات کا علم حاصل ہوا تھا

(۵) خاص پونا کے صدر بازار میں ایک گلاسے کھڑی پیشاب کر رہی تھی۔ ایک لالہ صاحب تشریف لائے اور گئو ماتا کے مقدس پیشاب سے چلو بھر کر نوش جان فرما گئے۔ ایک مسلمان صاحب بھی آگے بڑھے اور انہوں نے لالہ جی کی تقلید شروع کی۔ ہماری مسجد کے امام پاس کھڑے تھے انہوں نے جلدی سے بڑھ کر ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ کیا کرتے ہو جواب ملا کہ میں نے تو لالہ جی کو دیکھ کر ایسا کیا تھا

(۶) پونا اور مہاراشٹر کے دیہات میں اکثر مسلمانوں کے پاس پتھر کی مورتیاں ہوتی ہیں۔ جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی شوق غالب ہوا۔ تو سامنے رکھ کر سجدہ کر لیا۔ اکثر ایسا اتفاق ہوا کہ جب کسی ہندو نما مسلمان سے اسلام کی علامت پوچھی گئی تو اس نے روئی دھننے کا آلہ یا کوئی اور ایسی ہی عجیب وغریب چیز پیش کر دیں۔

مسلمانوں کا مورتیاں اپنے پاس رکھنا اور ان کی پرستش کرنا ہم نے خود ملاحظہ کیا ہے۔ صوبہ متوسط اور ضلع کانگڑہ میں بھی اس قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔

(۷) مہاراشٹر میں اکثر مقامات پر قصاب ہندو ہیں اور بعض دیہات میں تو ذبح بھی یہی لوگ کرتے ہیں۔ ان کے پاس مسلمان ملاؤں کی دم کردہ چھریاں موجود رہتی ہیں۔ جو چھ ماہ یا ایک سال تک رقم ادا کردہ کے موافق کام دے سکتی ہیں۔ مدت موعودہ کے انقضا پر چھری کو رقم مقررہ ادا کر کے پھر دم کرا لیا جاتا ہے۔ گزشتہ عید اضحیٰ کے موقعہ پر خود مجھے بھی اپنی قربانیوں کے ذبح کرانے کے لئے ہندو قصاب ہی کی طرف رجوع کرنا پڑا تھا۔

(۸) پونا اور تمام مہاراشٹر میں محرم کے موقعہ پر سوانگ بھرے جاتے ہیں۔ جلوس نکلتا ہے۔ اور یہ سوانگ جن میں بعض شیروں اور دوسرے ایسے جانوروں کے بھی ہوتے ہیں۔ مٹی اور پانی سے کھیلتے ہوئے اور صندل کی دہکتی انگیٹھیوں کے پیچھے پیچھے ناچتے اور کلیلیں کرتے چلے جاتے ہیں۔ اچھوت اور مسلمان عورتیں بچے لینے کی تمنا میں ان پر ٹوٹ پڑتی ہیں۔ پھر جس خوش نصیب کے سر پر ان میں سے کوئی شخص طمانچہ مار دے وہ زبان حال سے "فزت برب الکعبہ" کہتی ہوئی گھر چلی جاتی ہے اور جس کو یہ سعادت حاصل نہیں ہوئی۔ وہ مغموم ومحزون دوسرے سال کا انتظار کرتی ہے۔

(۹) مہاراشٹر میں اکثر ایسی مساجد ہیں جو سال میں محرم کے دس دنوں ہی میں کھلتی ہیں۔ علم وغیرہ نکالے جاتے ہیں ماتمی محفلیں قائم کی جاتی ہیں۔ جن میں مرثیہ خواں شراب پی کر شریک ہوتے ہیں۔ اور جب محرم کا عاشورہ ختم ہو جاتا ہے تو یہ مسجدیں بھی سال کے ۳۵۴ دن کے لئے بند ہو جاتی ہیں۔"

صوبہ متوسط کی ہندو ریاستوں میں دیہاتی مسلمانوں کے اندر مساجد کے بنانے کا دستور نہیں بلکہ امام باڑے بنائے جاتے ہیں جن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام ان کے اندر رہتے ہیں۔ بعض دیہات میں اسی وجہ سے ان کے اندر کسی شخص کو رات کے وقت سونے بھی نہیں دیتے۔

ان حالات کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی ہستی معرض خطر میں نہیں ہے۔ مسلمانوں کی یہی وہ افسوسناک حالت ہے جس نے آریوں کو تحریک شدھی پر آمادہ کیا۔ جب تک انہیں ایسا تر لقمہ نظر آئیں تو وہ کیوں نہ انہیں نگل جانے کی کوشش کریں اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ وہ اپنے ناواقف بھائیوں کو تحریک شدھی کے حملہ سے بچائیں تو اس کے لئے ایک طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے تمام مسلمانوں کو جو محض نام کے مسلمان ہیں۔ اور جن پر شدھی بھاد انت لگائے بیٹھی ہے حقیقی معنوں میں مسلمان بنایا جائے۔ جب تک یہ نہ ہوگا اس وقت تک خطرہ ارتداد دور نہیں ہو سکتا۔ ارتداد کی روک تھام کے لئے اس وقت تک مسلمانوں نے جو کچھ کیا ہے وہ تحریک شدھی کے مقابلہ میں بالکل غیر معقول و بے نتیجہ ہے۔ اخبارات میں ایک اطلاع شائع ہوتی ہے کہ فلاں علاقہ میں ارتداد شروع ہو گیا ہے۔ ساری تبلیغی انجمنیں بغیر سوچے سمجھے اسی طرف دوڑ پڑتی ہیں۔ کام کرنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ پہلے ایک متحدہ تبلیغی تحقیقاتی مشن کے ذریعے تمام ہندوستان کی نو مسلم اقوام اور دشمن کی خفیہ ریشہ دوانیوں کے متعلق پوری پوری معلومات بہم پہنچائی جائیں۔ بعد میں ان کی اصلاح وحفاظت کے لئے طریق کار مقرر کیا جاوے۔ پھر تبلیغی انجمنوں میں علاقے تقسیم کر دیئے جائیں۔ تاکہ حفاظت واشاعت اسلام کا کام بغیر کسی باہمی تصادم کے سرانجام پائے جب تک اس تدبیر پر عمل نہ کیا جائے گا اس وقت تک شدھی کے فتنے کو فرو کرنا بالکل ناممکن ہے۔ ضرورت ہے کہ تمام تبلیغی انجمنیں اور رہنمایان قوم اس اہم مسئلہ کی طرف متوجہ ہوں۔

شہنشاہ بابر کی وصیت

آج کل بعض چالاک آریہ اور دوسرے ہندو شاہان اسلام کے خلاف نہایت ہی بیہودہ قصے بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ ظالم تھے۔ ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بناتے تھے۔ ان کے معبدوں کی بے حرمتی کرتے تھے وغیرہ اس قسم کی بے بنیاد باتوں سے ان کی غرض محض یہ ہوتی ہے کہ عوام ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا جائے۔ یوں تو ان بے سروپا اتہامات کی تردید تاریخ کا ایک ایک صفحہ کر رہا ہے لیکن گزشتہ سال ایک اور تحریر پیدا ہوئی ہے۔ جس سے شہنشاہ بابر اور اس کے جانشینوں کے طرز عمل پر خوب روشنی پڑتی ہے۔ یہ تحریر وہ مخفی وصیت نامہ ہے جو شہنشاہ بابر فاتح ہندوستان نے اپنے بیٹے ہمایوں کے نام لکھا تھا۔ اس وصیت کی ایک نقل ڈاکٹر بال کرشن پرنسپل راجا رام کالج کولہاپور کے پاس ہے۔ اصل وصیت فارسی زبان میں ہے۔ اس کا اردو ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"ظہیر الدین محمد بادشاہ غازی کا مخفی وصیت نامہ شہزادے نصیر الدین محمد ہمایوں طال اللہ عمرہ کے نام جو استحکام سلطنت کے لئے لکھا گیا۔

اے فرزند، مملکت ہند، مختلف مذاہب سے بھری پڑی ہے۔ الحمد للہ کہ اس نے اس کی بادشاہت تجھے مرحمت فرمائی۔ تیرا فرض ہے کہ تمام مذہبی تعصبات لوح خاطر سے دھو ڈال۔ اور ہر مذہب کے مطابق عدل وانصاف کر۔ گائے کی قربانی سے خصوصیت کے ساتھ باز رہ جس کی وجہ سے تو ہندوستان کے لوگوں کے دلوں کو تسخیر کر سکے گا اور اس ملک کی رعایا شاہی احسانات میں بندھ جائے گی کسی ایسے فرقہ کے مندر یا زیارت گاہوں کو نہ توڑ۔ جو حکومت کا فرمانبردار ہو۔ انصاف اس طرح کر کہ بادشاہ رعایا سے خوشنود رہے۔ اور رعایا بادشاہ سے راضی۔ مفاد اسلامی کی ترقی احسانات کی تلوار سے ظلم کی تلوار کی بہ نسبت بہت زیادہ ہو سکتی ہے۔ شیعہ اور سنی کے اختلاف کو نظر انداز کر دے۔ ورنہ ضعف اسلام نمودار ہو جائے گا مختلف مذاہب کی رعایا کو جسم انسانی کے چار عناصر کی طرح باہم مخلوط ہونے دے۔ تاکہ سلطنت کا جسم مختلف امراض سے محفوظ رہے۔ صاحب اقبال بادشاہ تیمور کی سوانح عمری ہمیشہ تیری نگاہ کے سامنے رہے۔ تاکہ تو بھی ملک کے انتظام میں تجربہ کار ہو جائے۔"

یکم جمادی الاول ۹۳۵ھ